بِسۡمِ اللهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

بِسۡمِ اللهِ ، وَ اَلْحَمْدُ لله ، وَالْصَّلاَةُ وَالْسّلاَمُ عَلَي رَسُوْلِ الله صَلَّي اللهُ عَلَيْهِ وَعَلٰي اٰلِهِ وَصَحْبِهِ وَمَنْ وَّالَاهُ أَمَّا بَعْدُ:

145:ایمان اور تقویٰ حسن اخلاق کی بنیاد ہے۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيم

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيۡمٍ﴾(القلم:4)

اور نبی رحمت صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وآلِهٖ وَسَلَّمَ فرماتے ہیں"إِنَّمَا بُعِثْتُ لأُتَمِّمَ صَالِحَ الأَخْلاَقِ"۔

آج کے خطبے کا موضوع ہے **"ایمان اور تقویٰ حسن اخلاق کی بنیاد ہے"۔**

حسن اخلاق کیا ہے؟ حسن اخلاق کی کیا اہمیت ہے؟ اخلاق کسے کہتے ہیں اور اخلاق کے ساتھ حسن کو کیوں جوڑا جاتا ہے؟ ایمان اور تقویٰ کا حسن اخلاق سے کیا تعلق ہے؟ کوئی بھی شخص یا کوئی بھی قوم کیسے ترقی کرتی ہے؟ ترقی کی کیا بنیادیں ہیں؟ کامیابی کا کیا معیار ہے؟ حسن اخلاق کیا صرف معاملات کی حد تک ہے یعنی لوگوں کے آپس میں باہمی تعلقات کی حد تک ہے یا اس سے بڑھ کر کوئی اور چیز ہے؟ سلف الصالحین کے اخلاق کیا تھے اور آج ہمارے اخلاق کیا ہیں؟ اس موضوع پر بات کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا کیا ہے اشرف المخلوقات، بہترین مخلوق ہے یہ اور انسان اپنی حسن صورت سے دوسری مخلوقات سے الگ ہے، انسان کا حسن صورت اسے دوسری مخلوقات سے الگ کر دیتا ہے اور انسان کی جو پہچان ہے وہ اس کی اسی صورت سے جڑی ہوئی ہے۔ انسان کی اپنی صورت کی بہتری میں کوئی بھی کمال نہیں ہے کیوں کہ اس سمجھ دار انسان نے نہ تو اپنے آپ کو پیدا کیا ہے اور نہ کر سکتا ہے۔ تو اس کے خالق نے اس کے مالک نے اس کے ربّ نے اسے پیدا کیا ہے:

﴿لَقَدۡ خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ فِیۡۤ اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ﴾(التین:4): ﴿اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ﴾(بہترین ساخت)۔

انسان کی پہچان اس کی صورت ہے لیکن انسان کی کامیابی اس کی صورت میں نہیں اس کی سیرت میں ہے، یہ دونوں مختلف چیزیں ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ نے انسان کو نوازا ہے اس عظیم نعمت سے کہ اسے خوبصورت مخلوق بنایا ہے بہترین ساخت پر پیدا کیا تو اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ یہ انسان اللہ تعالیٰ کے قریب ہے، اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے اور جیسا کہ اس کی صورت اللہ تعالیٰ نے اچھی بنائی ہے ویسے ہی اللہ تعالیٰ اسے جنت بھی دے دے گا، اسے کامیابی بھی عطا فرمائے گا۔ تو انسان کی پہچان اس کی صورت میں اور انسان کی کامیابی اس کی سیرت میں ہے۔ یہی سیرت جو انسان کی کامیابی کی بنیاد ہے اسے کہتے ہیں حسن اخلاق۔ اگر آپ ایک ہی لفظ میں حسن اخلاق کی تعریف چاہتے ہیں تو وہ انسان کی سیرت ہی ہے اور سیرت یہ وہ راستہ ہے جس پر انسان چلتا ہے، یہ وہ راستہ ہے جو انسان اختیار کرتا ہے جس پر چلتے ہوئے وہ اپنی زندگی کی سمت متعین کر دیتا ہے کہ اس نے کہاں جانا ہے؟ اس راستے میں اس کے کون ساتھی ہیں کون ہمسفر ہے؟ اس کا مقصد کیا ہے؟ اس کی منزل مقصود کیا ہے؟

یہ انسان کی سیرت ہے تو اس سیرت کو یا حسن اخلاق کو یا اخلاق کو حسن کے ساتھ کیوں جوڑا گیا ہے؟ کیوں اب ہم یہ جانتے ہیں کہ راستے دو ہیں :

﴿وَهَدَيْنٰهُ النَّجْدَيْنِ﴾(البلد:10)

((ایک ہے خیر کا راستہ اور ایک ہے شر کا راستہ (ایک ہے اچھا راستہ اور دوسرا ہے بُرا راستہ))

یعنی سیرت بھی دو قسم کی ہے ایک ہے اچھی سیرت اور ایک ہے بُری سیرت لیکن آپ دیکھیں کہ اخلاق کے ساتھ حسن کو جوڑا گیا ہے۔ حسن کے لفظ میں خوبصورتی کا معنی، اچھائی کا معنی، بہتری کا معنی، بلندی کا معنی یہ سب پایا جاتا ہے۔ تو حسن اخلاق وہ اچھی سیرت ہے جو انسان کو اس دنیا میں بھی بہترین درجہ پر فائز کر دیتی ہے اور آخرت میں بھی وہ کامیاب ہو جاتا ہے۔

لیکن حسن اخلاق یا اخلاق کو احسن یا خوبصورت کیسے بنایا جائے؟

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر بچے کو تعلیم دی جائے اسکولوں میں تو یہ کافی ہے کہ ان کے اخلاق سدھر جائیں اور وہ حسن اخلاق کے مالک بن جائیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ اسکول کا بڑا رول ہے اور بنیادی چیزوں میں سے جو بچے پر مؤثر ہوتی ہیں ان میں سے اسکول ایک چیز ہے اس میں کوئی شک نہیں ہے لیکن کیا صرف اسکول ہی بچے کے حسن اخلاق یا اس کے بگڑے ہوئے اخلاق کا سبب ہے؟ یا اسکول کافی ہے کہ ہمارے بچے کو اچھے اخلاق سکھادے اور ہمارے بچوں کے اخلاق اچھے ہو جائیں؟ اس معاشرے میں یا بگڑے ہوئے معاشرے میں جس ہم رہتے ہیں اس بگڑے ہوئے معاشرے کے اخلاق کیسے ہیں؟ کیوں کہ یہ وہ معاشرہ ہے جو اسکولوں سے نکل کر آتا ہے۔

میں نہیں کہہ رہا کہ اسکول میں ہمارے بچے بُرے اخلاق سیکھتے ہیں میں یہ کہہ رہا ہوں کہ اسکول کافی نہیں ہیں بلکہ بہت ساری اور بھی چیزیں ہیں۔

وجہ کیا ہے کہ اسکول میں ہمارے بچے اچھے اخلاق کیوں نہیں سیکھ سکتے؟ ہمارے گھروں میں ہمارے بچے اچھے اخلاق کیوں نہیں سیکھ سکتے؟

کیوں کہ اسکول سے پہلے گھر ہے، اسکول کی ایج پانچ سال کے بعد ہوتی ہے اور بچے کی پیدائش گھر میں ہی ہوتی ہے تو گھر کا ماحول پہلے ہے بعد میں اسکول کا ماحول ہے۔ تو گھر والوں نے بچے کو دیا کیا؟ جو اخلاق والدین کے ہیں، جو اخلاق بڑے بہنوں اور بھائیوں کے ہیں وہی اخلاق اس بچے کے ہیں۔ یہی بچہ بڑا ہوتا ہے اسی معاشرے کا حصہ بن جاتا ہے اور جو اس نے سیکھا ہے اپنے گھر سے اپنے اسکول سے وہی وہ اس معاشرے کو دیتا ہے۔

تو گھر میں بھی بچہ اچھے اخلاق نہیں سیکھ سکا، اسکول میں بھی نہیں سیکھ سکا آخر وجہ کیا ہے؟

اس کی ایک بنیادی وجہ ہے، کیوں کہ جس نظام تعلیم میں اور جس تربیت میں ایمان اور تقویٰ کا سبق نہ ہو، یاد رکھیں ایمان اور تقویٰ کا سبق نہ ہو حسن اخلاق کو حاصل کرنا ناممکن ہے، مشکل نہیں ہے ناممکن ہے۔ اور حسن اخلاق جیسے میں نے پہلے عرض کیا ہے کہ حسن اخلاق کا معنی صرف باہمی تعلقات کی حد تک نہیں ہے کہ میرا رہن سہن گھر والوں کے ساتھ کیسا ہے، دوستوں کے ساتھ کیسا ہے اور رشتے داروں کے ساتھ کیسا ہے ، دوسروں کے ساتھ کیسا ہے۔ یہ ایک حصہ ہے لیکن پورا حسن اخلاق نہیں ہے، حسن اخلاق کا معنی اس سے بڑھ کر ہے جسے میں ابھی آگے بیان کرتا ہوں لیکن ایک ہم بات متعین کر لیں پہلے کہ حسن اخلاق کی بنیاد کیا ہے؟ اگر ہم وہ پالیں اور حاصل کر لیں تو پھر ہمارے بچوں سے پہلے ہمارے اخلاق اچھے ہو جائیں گے اور پھر ہمارے بچوں کے اخلاق بھی اچھے ہو جائیں گے۔

حسن اخلاق کی بنیاد کیا ہے؟ جو بہت کم اسکولوں میں ملتی ہے، یہ بنیاد بہت کم گھرانوں میں نظر آتی ہے یہ بنیاد ہے ایمان اور تقویٰ۔

آپ اگر قرآن مجید پڑھیں اور صحیح احادیث پر ذرا غور کریں تو یہ بات آپ کو بالکل سورج کی طرح عیاں نظر آئے گی کہ حسن اخلاق کا تعلق ایمان اور تقویٰ سے گہرا ہے۔ میں چند مثالیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں اور پھر ان بعض آیات اور احادیث پر ہم ان شاءاللہ بات کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾(القلم:4)

(اے میرے پیارے پیغمبر ﷺ! بے شک آپ ﴿خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ پر ہیں عظیم اخلاق پر ہیں)

علماء تفسیر فرماتے ہیں ﴿لَعَلٰى﴾ بلندی کی نشانی ہے ﴿لَعَلٰى﴾ میں بلندی کا معنی پایا جاتا ہے، نبی کریم ﷺ حسن اخلاق سے نہیں پہچانے جاتے بلکہ حسن اخلاق نبی کریم ﷺ کے نام سے پہچانے جاتے ہیں یہ ﴿لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ ہے فرق دیکھا ہے!

لوگوں کی پہچان ان کے اخلاق ہیں حسن اخلاق ہیں لیکن حسن اخلاق کی پہچان محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾۔ پوری دنیا میں پوری کائنات میں نبی رحمت ﷺ کے اخلاق کیسی کوئی مخلوق ہو نہیں ہو سکتی، مثال بن کر رہ گئے کہ نبی رحمت ﷺ سے بہتر کسی کے اخلاق ہو نہیں سکتے۔ اور ہمیں کیا پیغام ملا ہے قرآن مجید سے؟

﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾(الاحزاب:21)

سبحان اللہ، بہترین نمونہ ہیں ہمارے لیے ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ۔ کس چیز میں عبادت میں، صرف عبادت میں بہترین نمونہ ہیں؟ صرف جہاد میں؟ صرف حج میں؟ صرف نماز میں روزے میں؟ یہ دین کے بنیادی حصے ہیں عبادات لیکن اسوہ حسنہ کے لفظ کے ساتھ یہ نہیں قید لگائی گئی کہ صرف عبادت میں ہے یا صرف عبادت کے کسی خاص حصے میں۔ نہیں بلکہ نبی رحمت ﷺ ہمارے لیے بہترین نمونہ ہیں عقیدے میں، ایمانیات میں، عبادات میں، اخلاق میں اور سلوک میں، آداب میں، معاملات میں۔ تو جیسے ہماری نماز نمازِ نبوی ہے، ہمارا جہاد جہادِ نبوی ہے ہمارے اخلاق بھی اخلاقِ نبوی ہونے چاہیئں۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَسَارِعُوْٓا اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾(آل عمران:133)

ذرا غور کریں ﴿سَارِعُوْٓا﴾ (جلدی کرو)۔ سستی سے کام نہیں بنے گا ﴿سَارِعُوْٓا﴾ سب مل کر جلدی کرو، جدوجہد کرو ﴿سَارِعُوْٓا﴾۔ کس چیز کی طرف؟ ﴿اِلٰى مَغْفِرَةٍ مِّنْ رَّبِّكُمْ﴾ (اپنے ربّ کی طرف مغفرت کے لیے)۔ یہ مغفرت تمہارے ربّ کی طرف سے ہے جو عظیم ہے حلیم ہے کریم ہے رحمٰن ہے رحیم ہے۔ ﴿وَجَنَّةٍ﴾ مغفرت کے ساتھ جنت کو جوڑ دیا گیا ہے جس کی اللہ تعالیٰ مغفرت کر دے اسے جنت مل گئی ﴿وَجَنَّةٍ﴾۔ کیسی جنت ہے؟ ﴿عَرْضُهَا السَّمٰوٰتُ وَالْاَرْضُ ۙ﴾ (چوڑائی زمین و آسمان کی مانند ہے)۔ لمبائی کتنی ہے اللہ اعلم۔ کس کے لیے یہ جنت تیار کی گئی ہے؟ ﴿اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾، ﴿اُعِدَّتْ﴾ (تیار کی گئی ہے)۔ ابھی ہو گی نہیں، جنت پہلے سے منتظر ہے ﴿اُعِدَّتْ﴾۔ تیار کس نے کی ہے؟

ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ نے۔ کس کے لیے؟ ﴿اُعِدَّتْ لِلْمُتَّقِيْنَ﴾ (متقین کے لیے)۔ متقین کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿الَّذِينَ يُنفِقُونَ فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ﴾(آل عمران:134)(جو صدقات اور خیرات دیتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لیے)﴿فِي السَّرَّآءِ﴾(اچھے حالات میں)﴿وَالضَّرَّآءِ﴾(اور بُرے حالات میں بھی)۔ یہ حق نہیں بھولتے ہر حالت میں ہر وقت میں، تنگی کے حالات ہوں یا کشادگی کے حالات ہوں، اچھے یا بُرے حالات ہوں ہر حال میں﴿فِي السَّرَّآءِ وَالضَّرَّآءِ﴾۔﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾(اور اپنے غیظ کو اپنے غصے کو کظم کرتے ہیں دبا دیتے ہیں(کنٹرول کرتے ہیں))﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾(اور لوگوں کو معاف کر دیتے ہیں معاف کرنے والے ہیں، نرم دل ہیں معاف کرنا جانتے ہیں)﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾(اور اللہ تعالیٰ احسان کرنے والوں کو پسند کرتا ہے)۔

متقین کون ہیں؟ ان آیات میں نماز کا ذکر نہیں ہے، روزے کا ذکر نہیں ہے، حج کا ذکر نہیں ہے، جہاد کا ذکر نہیں ہے "المنفقین"(نفقہ دینے والے)۔ مال سب کو عزیز ہے، سب کو پیارا ہے، انسان کی جدجہد اس دنیا میں مال کے پیچھے ہوتی ہے اچھے حال میں تو سب ہیں دینے والے بہت ہیں دینے والے لیکن بُرے حالات میں بہت کم ہیں دینے والے۔ بُرے حالات میں انسان لینے کا منتظر ہوتا ہے ارے یہ تو ایسے ہیں جو دینے کے لیے تیار ہیں بُرے حالات میں بھی، تنگی کے حالات میں بھی "المنفقین"۔

﴿الْعَافِيْنَ﴾(معاف کرنے والے)۔﴿الْكٰظِمِيْنَ﴾(غصے کو دبانے والے کنٹرول کرنے والے)﴿الْمُحْسِنِيْنَ﴾(احسان کرنے والے)۔

حسن اخلاق بغیر احسان کے ناممکن ہے، احسان کرنے والے۔ قول میں احسان، عمل میں احسان، علم میں احسان، دیکھنے میں احسان، سننے میں احسان، بیٹھنے میں احسان، چلنے میں احسان۔

جو دوسروں کو معاف نہیں کرتے، جو ہمیشہ غصے میں رہتے ہیں، جو بخیل ہیں ان کے اخلاق کبھی اچھے نہیں ہو سکتے۔ کیوں؟ کیوں کہ وہ متقی نہیں ہیں متقی ہوتا تو یہ ساری چیزیں حاصل کر لیتا اور یہ ساری چیزیں جڑی ہوئی ہیں تقویٰ کے ساتھ۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَنْ اَحْسَنُ قَوْلًا مِّمَّنْ دَعَآ اِلَى اللّٰهِ وَعَمِلَ صَالِحًا وَّقَالَ اِنَّنِيْ مِنَ الْمُسْلِمِيْنَ﴾(فصلت:33)۔ آگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾(فصلت:34)۔

﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ﴾(فصلت:34)(حسنات اور سیئات کبھی برابر نہیں ہو سکتے، اچھائی اور بُرائی کبھی برابر نہیں ہو سکتے، اچھا راستہ اور بُرا راستہ کبھی برابر نہیں ہو سکتے)﴿وَلَا تَسْتَوِي الْحَسَنَةُ وَلَا السَّيِّئَةُ﴾ اچھا راستہ اختیار کرنا ہے تو یہ اس کا طریقہ ہے﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾۔ دیکھیں حسن، احسن، محسنین بار بار کیوں آ رہا ہے؟ یہ حسن اخلاق ہے﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾۔ کیا ہو گا؟ دفع کرو، رفع دفع کرو احسن طریقے سے۔ رفع دفع کب ہوتا ہے؟ جب کوئی جھگڑا ہوتا ہے کوئی مخالفت ہوتی ہے، کوئی پریشانی ہوتی ہے کوئی مشکل کوئی مصیبت ہوتی ہے﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾۔

نتیجہ ﴿فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾ اگر یہ راستہ اختیار کرو گے پس نتیجہ یہ ہے کہ جو جانی دشمن ہوتے ہیں وہ بھی﴿وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾ بن جاتے ہیں﴿كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ﴾(بہترین دوست سب سے اچھا دوست)۔

کبھی دشمن بھی دوست بن سکتے ہیں؟ ارے ہم نے تو دوستوں کو دشمن بنایا ہوا ہے إلا من رحم الله سبحانه و تعالي، اپنے قریبی ہم سے دور ہیں، اپنے پیارے ہم سے روٹھے ہوئے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں ﴿فَإِذَا الَّذِي بَيْنَكَ وَبَيْنَهُ عَدَاوَةٌ كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ﴾ یہ قرآن مجید کی تعلیمات ہیں۔

ارے مسلمان کو تو ایسا ہونا چاہیے تھا ناں کہ اس کے دشمن بھی دوست ہوتے، یہ مسلمان کا کردار ہے ناں۔ صرف نماز، روزے، حج زکوٰۃ، صدقات، خیرات، جہاد سب کچھ کرتے ہیں لیکن اپنے رشتے دار ہم سے ناراض ہیں قریبی رشتے دار ہم سے ناراض ہیں، والدین ہم سے روٹھے ہوئے ہیں، ہمارے بچے ہمیں دیکھ کر پریشان ہو جاتے ہیں۔ وجہ کیا ہے؟ اس نماز نے روزے نے، حج نے زکوٰۃ نے، صدقات اور خیرات نے، جہاد نے ہمارے اخلاق کو اچھا نہیں کیا، حسن اخلاق ہماری زندگی میں نہیں ہے إلا من رحم الله سبحانه و تعالی۔ ﴿كَأَنَّهُ وَلِيٌّ حَمِيمٌ﴾، ﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾۔

ہم دفع تو کرنا جانتے ہیں، رفع بھی کرنا جانتے ہیں لیکن کاش کہ ﴿بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ﴾ بھی جانتے ہوتے تو پھر آج ہمارا حال یہ نہ ہوتا! آج ہمارے گھروں کا حال یہ نہ ہوتا! ہمارے گھرانے ایسے نہ ہوتے! ہمارے بچے ایسے نہ ہوتے! ہمارا معاشرہ ایسا نہ ہوتا! آج ہم اپنے کیے کی سزا بھگت رہے ہیں۔

چند احادیث:

نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ" (جو اللہ تعالیٰ پر ایمان رکھتا ہے اور آخرت پر ایمان بھی رکھتا ہے تو پھر اس پر لازمی ہے کہ وہ خیر کی بات کرے یا خاموشی اختیار کرے)۔

"فَلْيَقُلْ خَيْرًا" حسن اخلاق ہے "أَوْ لِيَصْمُتْ" حسن اخلاق ہے۔ غور کریں "فَلْيَقُلْ خَيْرًا" (خیر کی بات)۔ جب بھی بات کرے خیر کی بات ہے، الفاظوں میں نور، چہرے پر رونق۔ کیا کہتے ہیں عام لفظوں میں کہ پھول برستے ہیں؟ پھول برستے ہیں۔ "فَلْيَقُلْ خَيْرًا" چھوٹوں کے ساتھ "فَلْيَقُلْ خَيْرًا" بڑوں کے ساتھ "فَلْيَقُلْ خَيْرًا" اپنوں کے ساتھ "فَلْيَقُلْ خَيْرًا" اجنبیوں کے ساتھ "فَلْيَقُلْ خَيْرًا" جب بھی بات کرے تو خیر کی بات کرے۔ اگر خیر کی بات نہیں آتی، بعض اوقات کوئی اچھی بات انسان کو یاد نہیں آتی "لِيَصْمُتْ"۔ اور جوڑا کس چیز سے ہے؟ "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ"۔ انسان کب خیر کی بات کرے گا اور کب خاموشی اختیار کرے گا؟ جب خیر کی بات اس کے پاس نہیں ہو گی جب اس دل میں ایمان ہو گا۔ مومن انسان کے ایمان کی یہ نشانی ہے کہ جب بھی بات کرتا ہے تو پھول برستے ہیں۔

آج ہم بھی بات کرتے ہیں، میں یہ نہیں بتاؤں گا کہ کیا برساتے ہیں ہم لوگ، یہ ہم خود جانتے ہیں کہ ہم کیا برساتے ہیں! ہم خود اپنا اپنا محاسبہ کریں۔ میں کسی کی طرف انگلی کا اشارہ نہیں، میں اپنی طرف کر رہا ہوں کہ میں جب بات کرتا ہوں تو کیسے کرتا ہوں؟ شاید دوستوں میں اچھی بات کر سکوں اپنے گھر میں کیسے بات کرتا ہوں میں؟ کیا خیال ہے؟ اپنے آفس میں تو مجھے بات اچھی کرنی ہے روزی جڑی ہوئی ہے ناں، کہتے ہیں روزی کا اڈہ ہے۔ روزی کے اڈے میں تو آپ نے اچھی بات ہی کرنی ہے اگر وہاں پر اونچ نیچ ہو گی تو روزی کا اڈہ تو پھر درہم برہم ہو جائے گا ناں! روزی

کے لیے ہم اچھی بات کرتے ہیں، دوستوں کے ساتھ اچھی بات کرتے ہیں، بیگانوں کے ساتھ بھی اچھی بات کرنا جانتے ہیں لیکن اپنے گھر والوں کے ساتھ، بیوی کے ساتھ، اپنے بچوں کے ساتھ، والدین کے ساتھ، قریبی رشتے داروں کے ساتھ، اپنے پیاروں کے ساتھ، کاش کہ ہم "لِیَصۡمُتۡ" پر عمل کر لیتے! کیوں کہ خیر کی بات تو نہیں ہوتی ناں ہمارے پاس لیکن خاموشی بھی نہیں ہوتی۔

نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں: "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ" پھر ایمان اللہ تعالیٰ پر اور آخرت پر ایمان دونوں کو جوڑ دیا نبی کریم ﷺ نے۔

ارے آخرت بھی آنے والی ہے مرنا بھی ہے اس کے لیے کوئی تیاری کر رہے ہو؟ حسن اخلاق بہترین تیاری ہے اس کے لیے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان تو ہے لیکن کیا واقعی آخرت پر بھی ایمان ہے؟ کیا تمہیں یقین ہے کہ میں مرنے کے بعد دوبارہ زندہ ہونے والا ہوں؟ اگر یقین ہے تو پھر سن لو کہ اپنے اخلاق اچھے کر لو۔ "فَلْيُكْرِمْ ضَيْفَهُ" (اپنے مہمانوں کا اکرام کرے)۔ لفظ حسن اخلاق نہیں کہ اچھے اخلاق سے پیش آنا ہے، نہیں بلکہ اکرام تعلق کا بہترین طریقہ ہے کہ اس کا استقبال کیسے کرنا ہے، کہاں پر اسے بٹھانا ہے، کیا اسے دینا ہے، کیا اسے کہنا ہے، حال کیسے پوچھنا ہے۔ اکرام، بہترین طریقے سے پیش آنا۔ مہمان نوازی، حسن اخلاق جس کی بنیاد ایمان ہے۔

ہم کیسے مہمان نواز ہیں؟ مہمان کی خبر آتے ہی گھر میں پریشانی کا سایہ چھا جاتا ہے بعض اوقات کیوں کہ بیوی پریشان ہو جاتی ہے، ارے کہ سارا تو میں نے ہی کام کرنا ہے، یہ دس پلیٹیں بھی دھونی ہیں، کچن کی صفائی بھی ہے، پہلے بچوں نے کم تنگ کیا ہوا ہے کہ اب مہمان بھی آنے والے ہیں! اگر بے چارے آ بھی گئے مہمان، کبھی پھنس بھی گئے تو پھر نظروں سے دیکھ دیکھ کر مار دیتے ہیں انہیں۔ مہمان بے چارے کہتے ہیں کہ پتہ نہیں کہاں پر آکر پھنس گئے ہم بہتر ہے کسی باغیچے کی سیر ہی کر لیتے۔

میرے بھائی! مہمان کو اگر آپ کے پاس کچھ نہ ہو ناں دینے کے لیے دو اچھے الفاظ دے دیں بس نصیحت کر دیں۔ پانی ہے ناں پلانے کے لیے اس پر تو کچھ خرچ نہیں ہوتا، واللہ! میں قسم کھا رہا ہوں آپ پیار سے، محبت سے، خلوص سے، ایمان سے، پانی کا گلاس ہی پلا دیں مسکراہٹ کے ساتھ کافی ہے۔ کافی ان کے لیے ہے "مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ" کیوں کہ بعض ایسے مہمان بھی ہوتے ہیں کہ ارے پانی پر ٹرخا دیا! اس کے نہ خلوص کو دیکھا، نہ مسکراہٹ کو دیکھا، اسے پتہ بھی نہیں ہے کہ اس کے گھر میں کچھ ہے یا نہیں ہے، اس وقت کیا حالات گزر رہے ہیں، کیسے اس کے حالات ہیں، کتنی پریشانیوں میں وہ خود ڈوبا ہوا ہے۔ نہیں نہیں، ارے! اور پھر دس لوگوں کو بھی کہتے ہیں کہ ارے فلاں گھر نہ جانا۔ کیوں؟ پانی پلا کر ٹرخا دیتا ہے بس پانی ہی پلا دیتے ہیں۔ ہم بھی تو ایسے ہی ہیں ناں!

مہمان نواز اگر اچھا نہیں ہے تو ہم کون سے اچھے مہمان ہیں؟! میرے بھائی ہمیں بھی ذرا سوچنا چاہیے، میں سچ کہہ رہا ہوں یہ کھانا پینا تو ہم کھاتے پیتے رہیں گے۔ ابھی تک اتنے بڑے ہوئے ہیں بغیر کھانے پینے کے؟ لیکن اخلاق، اخلاص، پیار، محبت، مسکراہٹ۔

بعض ہوتی ہے مصنوعی مسکراہٹ، آنکھیں کسی اور طرف جا رہی ہوتی ہیں اور ہونٹ کسی اور طرف جا رہے ہوتے ہیں، یہ مصنوعی مسکراہٹیں بھی ہوتی ہیں۔ اتنا بڑا دستر خوان بچھا دیا ہے، مرغ ہے، بریانی ہے، چاول ہیں، کباب ہیں۔ بہر حال، جو کچھ بھی دستر خوان پر بھرا ہوا ہے لیکن مصنوعی مسکراہٹیں ہیں، دل میں بغض ہے اور ہم بڑی خوشی سے جا کر کھا کر پی کر واپس آ جاتے ہیں، ارے کیا دعوت تھی آج! کیا مہمان نوازی

کی ہے آج! اور اس پانی کے گلاس والے بے چارے کو ساری زندگی کوستے رہتے ہیں جس نے سچی مسکراہٹ کے ساتھ، پیار محبت کے ساتھ، خلوص دل کے ساتھ اس پانی کے گلاس کو پیش کیا۔ یاد رکھیں، دونوں کے لیے مہمان کے لیے اور مہمان نواز کے لیے اکرام دونوں کے لیے لازمی ہے۔ مہمان نواز کے لیے اس لیے کیوں کہ وہ ہوسٹ ہے اس نے مہمان نوازی کرنی ہے لیکن یہ نہیں کہ مہمان جیسا بھی ہو وہ اکرام کرنا نہ جانے اور وہ اپنے دل میں بغض و نفرت لے کر جائے۔ نہیں "يُؤْمِنُ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الآخِرِ"۔

نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں "لَا يُؤْمِنُ مَنْ لَا يَأْمَنُ جَارُهُ بَوَائِقَهُ" (وہ شخص مومن نہیں ہو سکتا جس کے پڑوسی اس کے شر سے محفوظ نہ ہوں)۔ پڑوسیوں کے ساتھ معاملہ ایمان سے جوڑ دیا ہے۔

میں کیسا پڑوسی ہوں؟ میرے ساتھ والے مجھے کیسے دیکھتے ہیں؟ میرے بارے میں جب بات کرتے ہیں تو کیا کہتے ہیں؟ جب ہاتھ اٹھاتے ہیں دعا کے لیے تو کیا کہتے ہیں دعا دیتے ہیں یا بددعا دیتے ہیں؟ ان کے ساتھ میرا کیسا تعلق ہے؟ کیا وہ میرے شر سے محفوظ ہیں؟

گاڑی کے پارکنگ کے لیے دروازے کے سامنے پارک کر دیتے ہیں، اپنے دروازے کی جگہ تھوڑی چھوڑ دیتے ہیں تاکہ ہمیں آنے جانے میں آسانی ہو اور وہ بے چارہ پریشان ہو جائے۔ بات دیکھیں اب ہمارے ہی بچے ہیں بے چارے اور کون ہیں یہ؟! مسلمان بچے ہیں ہمارے ہی بچے ہیں، گندگی کی ٹوکری نکالی سر پر اٹھا کر اس کے دروازے کے سامنے رکھ دی۔ اب وہ بے چارہ دیکھتا ہے صبح و شام پریشانی میں ہے! اس لیے کہتے ہیں "الجار قبل الدار" گھر سے پہلے گھر والوں کو دیکھ لیا کریں بھائی! پڑوسیوں کو دیکھ لیا کریں۔

ایک یہودی نے گھر لینا تھا اسے پتہ چلا کہ ایک گھر For sale ہے بیچنے کے لیے ہے۔ جا کر پوچھا کہتے ہیں اس گھر کی قیمت ہے دو لاکھ درہم۔ یہودی نے کہا بھئی ریٹ تو ایک لاکھ درہم کا ہے آپ نے ڈبل کیوں کیا ہوا ہے یہ عجیب سی بات ہے! انہوں نے کہا آپ نے بالکل سچ کہا ہے گھر کی قیمت تو ایک لاکھ ہی ہے اور دوسرا لاکھ اس پڑوسی کی قیمت ہے۔ پڑوسی کی بھی قیمت ہوتی ہے اور اس کے پڑوسی تھے امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ۔ جن کے پڑوسی امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ ہوں تو پھر دو لاکھ بھی کم ہیں اس کے لیے۔

میرے بھائی گھر سے پہلے گھر والے دیکھ لیا کریں۔ ہمارے اخلاق کیسے ہیں پڑوسیوں کے ساتھ؟

نبی کریم ﷺ ایک مرتبہ بیٹھے ہوئے تھے تو بعض صحابی آئے انہوں نے کہا کہ اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ! ایک بڑھیا عورت ہے رات کا قیام، دن کا روزہ، نماز، صدقات اور خیرات، بڑی نیک عورت ہے لیکن اس کے شر سے اس کے پڑوسی محفوظ نہیں ہیں۔ نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں "هِيَ فِي النَّارِ" (یہ جہنمی عورت ہے)۔

ارے جس کو نماز، روزہ، قیام، صیام، صدقات و خیرات اس چیز پر آمادہ نہ کریں کہ وہ اپنے پڑوسیوں کے ساتھ اچھا اخلاق رکھے، خود تو تکلیف برداشت کر لے لیکن ان کو کوئی تکلیف نہ پہنچے۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا نا ﴿إِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ﴾ (العنکبوت:45)۔

یہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے (نماز برائی، بدی سے روکتی ہے دور کرتی ہے)۔ یہ کیسی نماز ہے جس کے باوجود بھی ہم برائیوں میں پڑتے جا رہے ہیں؟!

نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں "اَلْمُسْلِمُ مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ مِنْ لِّسَانِهٖ وَيَدِهٖ" ۔ مسلمان کون ہے؟ (جس کے ہاتھ اور زبان کے شر سے دوسرے مسلمان محفوظ ہیں)۔

سبحان اللہ، آج ہم دیکھ لیں کہ ہماری زبان کے شر سے اور ہاتھ کے شر سے ہم خود محفوظ ہیں؟ ہمارے بچے محفوظ ہیں؟ ہماری بیوی محفوظ ہے؟ ہمارے والدین محفوظ ہیں؟ ہمارے رشتے دار محفوظ ہیں؟ ہمارے پڑوسی محفوظ ہیں؟ عام مسلمان تو بعد میں آتے ہیں۔ "مَنْ سَلِمَ الْمُسْلِمُوْنَ" پیارے پیغمبر ﷺ عام مسلمانوں کی بات کرتے ہیں اور میں تو اپنوں کی بات کر رہا ہوں۔

بہر حال آپ ذرا غور کریں ان آیات اور احادیث پر کہ ایمان ہے تقویٰ ہے، ایمان ہے تقویٰ ہے۔ ایمان اور تقویٰ ہی بنیاد ہے حسن اخلاق کی اور سلف الصالحین نے اسی راستے کو اپنایا ہے۔

امام عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ کی مثال میں نے دی ہے ابھی، وہ نہیں جانتے کہ ان کے پڑوسی کے گھر کی قیمت ڈبل ہو گئی ہے ان کے اخلاق کی وجہ سے۔ ان کے اپنے گھر کی کتنی قیمت ہے؟ ایک لاکھ۔ اگر وہ اپنا گھر بیچ کر جانا چاہیں تو ایک لاکھ ہے۔ پڑوسی کے گھر کی قیمت کتنی ہے؟ ڈبل ہے۔ دیکھیں ناں حسن اخلاق کی قیمت غور کر سکتے ہیں! یہ حسن اخلاق ہے، واللہ! کوئی قیمت نہیں ہے لیکن آپ یہ دیکھیں کہ اس یہودی نے گھر کو خریدا یہ نہیں کہا کہ دو لاکھ ہیں نہیں لیتا میں۔ اس کو پتہ ہے کہ جس کا پڑوسی ایسا ہو اس کے شر سے محفوظ رہے گا، اس کے بچے بھی سکون میں وہ بھی امن و امان میں۔

میمون بن مہران رحمہ اللہ ایک مرتبہ ان کے خادم آئے اور شدید بھوک لگی ہوئی تھی روزہ رکھا ہوا تھا افطاری کا وقت تھا کھانا لے کر آئے آگے بڑھتے ہوئے پاؤں تھوڑا سا پھسلا تو جو کھانا تھا وہ اوپر گر گیا، گرم کھانا تھا تھا جل بھی گئے۔ شدید بھوک، گرم کھانا اوپر گر گیا جسم بھی جل گیا تو جب دیکھا خادم کی طرف (اب خادم بھی تو علماء کے خادم ہیں ناں وہ بھی آدھے عالم بن جاتے ہیں ناں، ایسے مسئلوں میں تو ہم بھول جاتے ہیں کہ ہم نے کیا کرنا ہے لیکن وہ دیکھیں) کہتے ہیں ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾ (غصے کو دبانے والے کنٹرول کرنے والے)۔ متقیوں کی نشانی بتا رہے ہیں، دبا دیا غصہ رک گئے آگے نہیں بڑھے۔ ﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ کہتے ہیں میں نے معاف کیا۔ ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ جاؤ تم آزاد ہو۔

غلام کو آزاد کر دیا احسان کر دیا اس پر۔ دیکھا آیت پر کیسے عمل کیا! یہ قرآن مجید پر عمل کرنے کا طریقہ ہے۔ یہ کب ممکن تھا؟ جب دل میں ایمان اور تقویٰ تھا۔ یہ تو غلام تھا اس سے غلطی ہوئی لیکن اس غلطی کی وجہ سے وہ آزاد ہو گیا، سبحان اللہ۔

بعض اوقات مصیبت آتی ہے، آزمائش آتی ہے، تنگی ہوتی ہے اور اس تنگی میں ہی کشادگی ہوتی ہے اس تنگی کے بعد ہی کشادگی ہوتی ہے۔ غلطی ہو جاتی ہے، اب غلطی ہو گئی ری ایکشن دیکھیں۔ ہم میں سے کوئی ہوتا تو ابھی بات کرنے سے پہلے یہ ہماری لات ہوتی اور اس بے چارے کا پتہ نہیں کیا حشر کر دیتے ہم، إلا من رحم الله سبحانه و تعالىٰ۔ دیکھیں ایمان آپ کو کنٹرول میں رکھتا ہے، تقویٰ آپ کو گھیر کر رکھتا ہے۔ جیسے کہ کوئی شخص لڑنے کے لیے جائے آپ اسے پکڑ لیتے ہیں ناں ایسے کہ نہ لڑو۔ دیکھا ہے کبھی لڑائی ہوتی ہے تو آپ پکڑ کر رکھتے ہیں کیوں کہ غصے میں کافی بعض لوگ پھٹ رہے ہوتے ہیں لڑنے کے لیے تو آپ نے ایسے پکڑا ہوتا ہے تو مومن کو ایمان اور تقویٰ ایسے پکڑ کر رکھتا ہے۔ پہلے یہاں پر ایمان کا اثر دماغ پر بڑا گہرا ہوتا ہے وہ بات کر کے سوچ سمجھ کر قدم اٹھاتا ہے ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾ رک گئے فوراً۔ اس لیے نہیں کہ وہ کہہ رہا ہے بلکہ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ اللہ کا فرمان میں سنوں اور غصہ کنٹرول نہ کروں! آج میرے بچے سن لیں، یہ

پیارے بیٹے، بیٹے یہ آیت یاد کرلیں۔ ہماری بہنیں بھی سن لیں، ہم بھی سن لیں، غلطی ہو جاتی ہے ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾ دبالیا غصے کو۔ لیکن معاف کیا نہیں کیا کوئی پتہ نہیں، تھوڑی دیر بعد پکڑ لیں بلالیں پھر سزا دے دیں ﴿وَالْعَافِيْنَ عَنِ النَّاسِ﴾ اچھا معاف بھی کر دیا۔ ﴿وَاللّٰهُ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ﴾ غلطی پر جیب سے نکال کر کچھ دے بھی دو بچے کو دوبارہ غلطی ایسی نہیں کرے گا وہ اس کے لیے سبق ہو گا۔

بعض لوگ کہتے ہیں نہیں ہڈی پسلی ایک ہو گی تو اسے پتہ چلے گا پھر۔ کیا اس نے جان بوجھ کر کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ سوال کرے گا غلطی ہم سے بھی ہوتی ہے، بڑوں سے بھی غلطی ہوتی ہے کیا ہمارے ساتھ ایسے تعلق رکھا جاتا ہے اس طریقے سے؟ کیا مجھے پسند ہے کہ مجھ سے کوئی غلطی ہو تو جو میرا باس ہے وہ مجھے اس طریقے سے ڈانٹے اس طریقے سے میری بے عزتی کرے یا مارنے پیٹنے پر آ جائے؟ کبھی بھی نہیں۔ یہ بچہ چھوٹا ضرور ہے لیکن یہ سمجھنے والا بھی ہے، یاد رکھنے والا بھی ہے۔ یہ جو میموری ہوتی ہے ناں بچے کی یہ ہماری اس ہارڈ ڈسک سے زیادہ طاقتور ہے ہمیں اس کا اندازہ نہیں ہے۔ جو انفار میشنز ہیں وہ تیزی سے لیتے ہیں لیکن یہ ان کا حسن اخلاق ہے یہی میں کہوں گا کیوں کہ ان کا دل پاک ہے سچ بات ہے، وہ زبان سے نہیں کہتے ہمیں کوستے نہیں ہیں۔

میں بعض بچوں کو انجکشنز لگاتا ہوں یعنی نرس لگاتی ہے میں انجکشنز لکھ دیتا ہوں تو ظاہر ہے کہ نفرت ہوتی ہے بچے کو تو میری شکل دیکھ کر رونا شروع کر دیتے ہیں کہ مصیبت آ گئی ہے۔ اگر کلینک میں نہ بھی ہوں کبھی ملنے کے لیے جائیں تو بچے دیکھ کر چھپ جاتے ہیں، ایک یہ بڑی مصیبت ہے ڈاکٹروں کے لیے لیکن پرافیشن ہے یہ کرنا ہے اس کو ہم چھوڑ بھی نہیں سکتے اور بغیر انجکشن کے بعض اوقات علاج بھی نہیں ہوتا لیکن بعض اوقات دیکھیں جب بچہ بھول جاتا ہے ناں، جب تک وہ انجکشن کا درد تازہ ہوتا ہے تو اسے یاد ہوتا ہے اور جب وہ بھول جاتا ہے تو آ کر گلے سے لگتا ہے کیوں کہ اس کا دل پاک ہے۔ کاش! ہم بڑوں کا دل بھی ایسے ہی پاک ہوتا۔

بچوں کے لیے تو سب سے بڑا دشمن وہ ہے جو ان کو سوئیاں لگاتا ہے ناں اسے دشمن سمجھ بیٹھتا ہے لیکن پھر بھی جب تھوڑی دیر بعد بھول جاتا ہے ناں کہ انجکشن کا درد بھی ختم ہو گیا، اب ٹھیک ہوں میں کچھ بھی نہیں ہے میرے بھائی! وہ پوز ختم ہو جاتا ہے۔ بچوں کو دیکھیں جب لڑتے ہیں بڑے زور سے لڑتے ہیں تھوڑی دیر کے بعد کھیل رہے ہوتے ہیں اور ہم بڑے لڑتے ہیں بس لڑتے ہی جاتے ہیں لڑتے ہی جاتے ہیں لڑتے ہی جاتے ہیں! میرے بھائیو! دس دس سال گزر گئے ہیں بعض ایسی اولادیں، ایسے بیٹے ہیں جنہوں نے اپنے والدین سے بات تک نہیں کی، بعض ایسے بھائی ہیں کہ عید پر بھی اپنے بھائیوں سے بات نہیں کرتے ٹیلی فون پر بھی نہیں کرتے۔ بعض ایسے میاں بیوی ہیں اتنی نفرت بھری ہوئی ہے طلاق بھی نہیں لیتے نہ دیتے ہیں کہ بچے کہاں جائیں گے! چار چار سال، پانچ پانچ سال گزر گئے ہیں ان کو پتہ ہی نہیں ہے کہ ان کا حال کیا ہے، بچوں کا حال پوچھ لیتے ہیں اور بیوی نہ خاوند سے بات کرتی ہے نہ خاوند بیوی سے بات کرتا ہے۔

حسن اخلاق یہ تو ہم نے جان لیا ہے کہ حسن اخلاق کی بنیاد ایمان اور تقویٰ ہے لیکن حسن اخلاق کہاں تک ہے؟ کتنی قسمیں ہیں؟ صرف معاملات کی حد تک ہے؟

یاد رکھیں، حسن اخلاق زبان سے، حسن اخلاق قول سے، عمل سے اور "أحسنُ عملاً" عمل، قول ہے عمل ہے علم ہے اور اس علم پر عمل کرنا ہے۔ ہاتھوں سے، پاؤں سے، آنکھوں سے، کانوں سے یہ سب حسن اخلاق ہے۔ صرف زبان کی مٹھاس کافی نہیں ہے، آنکھوں سے آپ کیا

دیکھتے ہیں، کانوں سے کیا سنتے ہیں، ہاتھوں سے کیا پکڑتے ہیں، قدموں سے کہاں تک چل کر جاتے ہیں، یہ آپ کی سیرت ان ہی چیزوں سے جڑی ہوئی ہے یہ آپ کی سمت کو متعین کر دیتے ہیں کہ آپ کس سمت میں جا رہے ہیں، اچھی یا بُری۔

یاد رکھیں جب ہم حسن اخلاق کی بات کرتے ہیں تو بعض چیزیں بھول جاتے ہیں، اہم چیزیں۔ حسن اخلاق اصل میں تعلق ہے، تعلقات معاملات میں ہی ہمیں نظر آتا ہے اور معاملات میں ہم سمجھتے ہیں کہ آپس میں باہمی معاملات جو ہیں انسان کا انسان سے۔ نہیں، اس سے بڑھ کر ہے، میرے بھائی! انسان کا انسان سے بھی ہے کہ ہمارے اخلاق دوسروں کے ساتھ کیسے ہیں، ہمارے والدین کے ساتھ کیسے ہیں:

﴿وَبِالْوَالِدَيْنِ إِحْسَانًا﴾ (الاسراء:23) یہاں پر بھی حسن اخلاق ہے لیکن اس سے بڑھ کر ہے کہ ہمارے اخلاق ہمارے خالق کے ساتھ کیسے ہیں ربّ ذوالجلال سبحانہ وتعالیٰ؟

"حسن الادب مع الله"۔ ہمارے اخلاق نبی رحمت ﷺ کے ساتھ کیسے ہیں؟ قرآن مجید کے ساتھ کیسے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف کے ساتھ کیسے ہیں؟ یہ ہمارے والدین سے اور ہمارے آپس میں جو باہمی اخلاق ہیں اس سے بڑھ کر اور اس سے پہلے ہمیں یہ سوچنا چاہیے کہ ہمارے اخلاق اللہ تعالیٰ کے ساتھ کیسے ہیں، قرآن مجید کے ساتھ کیسے ہیں، نبی کریم ﷺ کے ساتھ کیسے ہیں، اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور سلف کے ساتھ کیسے ہیں۔

اگر ہم قرآن مجید پڑھیں اور دیکھیں اللہ تعالیٰ نے جس انداز میں اپنی معرفت کو بیان فرمایا ہے واللہ! وہ دنیا کی کسی کتاب میں بھی نہیں ہے۔ اسماء و صفات کا ذکر جس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے واللہ! بے مثال ہے۔ لیکن عجب بات یہ ہے کہ بعض مسلمانوں نے اسماء و صفات جو توحید کا بنیادی حصہ ہے تیسرا حصہ ہے توحید کا اس کا مکمل طور پر رد کیا ہے، انکار کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا نہ کوئی نام ہے نہ کوئی صفت ہے، دوسرے گروہ نے کہا نہیں نام ہے صفت نہیں ہے، تیسرے گروہ نے کہا نہیں صفات میں سے صرف سات ہیں باقی نہیں مانتے، کسی نے کہا آٹھ ہیں باقی نہیں مانتے۔ جہمی ہیں، معتزلی ہیں، اشاعرہ ہیں، ماتریدی ہیں، جتنے یہ گروہ نکلے ہیں انہوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ جیسا کہ ادب کرنے کا حق تھا وہ حق ادا نہیں کیا۔

کیسے ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرعون کے بارے میں بھی ہمیں بتائے، نمرود کا ذکر بھی کرے، یہ بھی ہمیں پتہ ہے کہ نمرود کیسا شخص تھا، ابو لہب کے تعلق سے بھی ہمیں پتہ ہے کہ اس کے اخلاق کیسے تھے وہ کیسا تھا اس کی معرفت کیا ہے، جنت اور دوزخ کی معرفت بھی ہم جانتے ہیں، مومنین کی صفات بھی ہم جانتے ہیں، کافرین کی صفات بھی ہم جانتے ہیں اور اگر نہیں جانتے پورے قرآن مجید میں سے اللہ تعالیٰ کی صفات کیا ہیں!! یعنی ایک تہائی قرآن مجید کا بے معنی ہے!! نہیں میرے بھائی! یہ حسن اخلاق نہیں ہے، اللہ تعالیٰ کے ساتھ یہ ادب نہیں ہے۔

انبیاء عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَام کو دیکھیں کہ جب بھی پکارا، جب بھی کوئی دعا کی آپ ذرا غور کریں کہ "يا ربّ ، يا ربّ" ربوبیت کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے مانگا ہے۔ کیا نبی کو وسیلے کی ضرورت ہے؟ اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی ہیں "أقربُ، أشرفُ ،أفضل الخلق إلي الله سبحانه و تعاليٰ" سب سے زیادہ قریب، سب سے زیادہ محبوب ہیں، سب سے زیادہ افضل ہیں مخلوقات میں سے اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ قریب ہیں پھر بھی ادب دیکھیں: "يا ربّ، ربّنا"۔ سبحان اللہ۔

اور ہم جب دعا کرتے ہیں تو کیا کہتے ہیں؟ یا غوث، یا علی، یا حسین، یا رسول اللہ۔ یہ حسن اخلاق نہیں ہے یہ سوء الأدب ہے مع الله سبحانه و تعالیٰ، بے ادبی ہے۔ حسن اخلاق کی بنیاد ایمان اور تقویٰ ہے اور ایمان اور تقویٰ کی بنیاد ہے توحید، جس نے توحید کو نہیں سمجھا اس پر عمل نہیں کیا وہ حسن اخلاق کا مالک ہو ہی نہیں سکتا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ بے ادبی کرنے والا کبھی حسن اخلاق پر فائز ہو نہیں سکتا۔

قرآن مجید کے ساتھ ہمارا اخلاق، قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے رحمت ہے، شفاء ہے۔ ہمارا اخلاق دیکھیں کہ شفاء قرآن مجید میں ہے اور ہم تعویذ لکھ کر لٹکا دیتے ہیں! بے ادبی ہے قرآن مجید کے ساتھ اگرچہ قرآنی آیات بھی ہیں۔ بعض لوگ سینے پر نہیں لٹکاتے واللہ میرے بھائیو! زیر ناف لٹکاتے ہیں قرآن مجید کی آیات کو، رانوں پر لٹکاتے ہیں، اگر حیض کا خون جاری ہو جائے اور نہ رکے عورت کا تو تعویذ لکھتے ہیں قرآن مجید کی سورۃ الانشقاق یا کوئی اور سورۃ لکھتے ہیں اور وہ لٹکا دیتے ہیں۔

رانوں پر!! زیر ناف اللہ کا کلام!! یہ حسن اخلاق ہے یہ ادب ہے قرآن مجید کے ساتھ!!

نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں "مَنْ تَعَلَّقَ تَمِيمَةً فَقَدْ أَشْرَكَ" (جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا)۔ عام لفظ ہیں بے ادبی ہے یہ۔

نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہمارا ادب دیکھیں، سیدنا عباس ؓ سے کسی نے سوال کیا۔ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کون ہیں؟ نبی کریم ﷺ کے چچا ہیں، اب ادب دیکھیں الفاظوں کا ادب دیکھیں "فَلْيَقُلْ خَيْرًا أَوْ لِيَصْمُتْ" جواب آتا ہے تو دو خیر طریقے سے یا خاموشی اختیار کرو۔ ان سے کسی نے سوال کیا کہ آپ بڑے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ؟ اب عجیب سا سوال ہے ناں کہ آپ بڑے ہیں یا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ؟ فرماتے ہیں (بڑے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ ہیں لیکن میں ان سے پہلے پیدا ہوا)۔

دیکھیں ادب دیکھا ہے کہ الفاظوں میں بھی ادب ہے پیارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ۔ کہہ دیتے کہ میں عمر میں بڑا ہوں سچ بات تو ہے لیکن بے ادبی کا خدشہ ہے، ارے میں کیسے بڑا ہو سکتا ہوں اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ سے بڑا کیسے ہو سکتا ہوں! تو سچ بات کو اس انداز سے بیان کیا کہ سینے میں بھی ٹھنڈک پیدا ہو جاتی ہے، بڑے تو وہ ہیں لیکن پہلے میں پیدا ہوا ہوں۔ سبحان اللہ۔

آج ہم نبی کریم ﷺ کا ذکر ایسے کرتے ہیں جیسے کہ عام انسان کا ذکر ہو رہا ہو، بعض لوگ درود تک نہیں پڑھتے اور نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں (بخیل وہ ہے جب میرا نام لیا جائے تو مجھ پر درود نہ پڑھے)۔

حدیثیں آتی ہیں ہمارے سامنے نبی کریم ﷺ کی، صحیح احادیث متفق علیہ روایات ہیں یوں دیکھ کر پس پشت ڈال دیتے ہیں واللہ! جیسے عام رقعہ بھی ہو کوئی شخص ایسے نہیں کرتا اس کے ساتھ۔ بے ادبی ہے پیارے پیغمبر ﷺ کے حق میں، حدیث رسول ﷺ ہے دین ہے ہمارے لیے کیوں اس پر عمل نہیں کیا؟ اس حدیث پر عمل نہیں کیا؟ نہیں، میرے امام کا قول ہے۔ بھئی آپ کا امام کون ہے امام الموحدین کے سامنے امام المتقین کے سامنے سید المرسلین ﷺ کے سامنے؟ نہیں، وہ بھی تو عالم تھے۔ عالم تھے لیکن معصوم تھے کیا؟ غلطی نہیں کر سکتے تھے کیا سمجھنے میں؟ اللہ تعالیٰ سے ڈریں، نبی کریم ﷺ کی شان میں بے ادبی نہ کریں۔

منکرین حدیث سب سے بڑے گستاخ ہیں نبی کریم ﷺ کے حق میں۔ اس سے بڑی بے ادبی کیا ہے کہ ساری کی ساری احادیث غلط ہیں (نعوذ باللہ) ان کو گندگی کے ٹوکرے میں ڈال دو ان کا وجود ہی نہیں ہے۔

یہ ادب ہے !!اور بعض لوگوں نے بعض احادیث کو لیا بعض کو چھوڑ دیا، جن کو لیا اپنے امام کے قول کے مطابق لیا۔اس لیے نہیں کہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر ﷺ کا فرمان ہے یہ، نہیں کیوں کہ ہمارے امام نے کہا تو اس لیے ہم نے لیا۔

یہ حسن اخلاق ہے!! یہ ادب ہے پیارے پیغمبر ﷺ کے ساتھ !!اور جن کو چھوڑا امام کے قول پر چھوڑا، بھئی ہمارے مذہب میں نہیں ہے۔ تمہارا مذہب میرا مذہب کیا ہے؟ یہ مذاہب کہاں سے آئے ہیں؟ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مذہب کیا تھا؟ ان چاروں اماموں سے پہلے کیا مذہب تھا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا؟ وہ نماز کیسے پڑھتے تھے؟ زکوۃ کیسے دیتے تھے؟ حج کیسے کرتے تھے؟ جیسے وہ کرتے ہیں ہمیں بھی ویسے ہی کرنا چاہیے انہوں نے براہ راست نبی کریم ﷺ سے علم حاصل کیا اور واللہ! احادیث کی کتابوں میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے نبی کریم ﷺ کا عقیدہ، عبادات، اخلاق، سب جمع کر دیئے ہیں سب کچھ موجود ہے لیکن کہاں ہے جو ان باتوں کو سوچے اور سمجھے یا سمجھنے کی کوشش بھی کرے؟ إلا من رحم الله سبحانه و تعالي۔

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا راستہ حق کا راستہ ہے، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ حسن اخلاق ہم پر واجب ہے، ان کا ذکر کریں تو ذکر خیر کریں، ان کا نام لیں تو" رضي الله تعالي عنهم "کہیں یہ ان کا حق ہے ہمارے اوپر اور کیسے نہیں جن پر اللہ تعالی راضی ہو اور اللہ تعالی ان سے راضی ہے تو ان کا حق ہے ہمارے اوپر کہ ہم ان کے ساتھ ادب سے پیش آئیں۔ آج ہمارے بیچ میں تو نہیں ہیں ناں وہ لیکن ان کے اقوال، ان کا راستہ ،ان کا منہج ہمارے ساتھ ہے ہمارے سامنے ہے۔

آج ان کے منہج کو جھٹلانے والے یا ٹھکرانے والے یا چھوڑنے والے ان کی حقیقت ایسی ہے جیسے کہ ان کے سامنے سیدنا ابو بکر صدیق کھڑے ہیں ،سیدنا عمر، سیدنا عثمان، سیدنا علی اور دیگر صحابہ رضي الله تعالي عنهم کھڑے ہیں اور وہ ان کی طرف منہ موڑ کر دیکھ کر دوسرا راستہ اختیار کر لیتے ہیں۔ میرے بھائی! دونوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔ آج وہ ہمارے بیچ میں نہیں ہیں لیکن ان کی تعلیمات ان کا منہج آج بھی زندہ ہے اور تا قیامت رہے گا۔ سلف الصالحین، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا ہمارے اوپر حق ہے۔ اتنا بڑا منہ کھول کر ہم کہتے ہیں کہ ہمیں صحابہ سے محبت ہے، ہم صحابہ کی اقتداء کرتے ہیں اتباع کرتے ہیں لیکن جب پریکٹیکل زندگی میں دیکھتے ہیں عملی زندگی میں اپنے آپ کو دیکھتے ہیں تو ہم کہیں دور ہوتے ہیں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے راستے سے۔

وجہ کیا ہے؟ وہی ایمان اور تقوی کی کمزوری ہے۔ اللہ تعالی فرماتے ہیں:

﴿فَاِنۡ اٰمَنُوۡا بِمِثۡلِ مَاۤ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ فَقَدِ اهۡتَدَوۡا﴾(البقر:137)

سن لو لوگو! تا قیامت یہ اعلان ہے اللہ تعالی کی طرف سے کوئی بھی انسان جو ایمان کا دعوی کرتا ہے جس کے اوپر اس کے اپنے اخلاق بنے ہوئے ہیں کیوں کہ ایمان ہی اخلاق کی بنیاد ہے۔

﴿فَاِنۡ اٰمَنُوۡا﴾(جو بھی ایمان کا دعوی کرتا ہے اگر اس کا ایمان آپ لوگوں کے ایمان جیسا ہے)

﴿بِمِثۡلِ مَاۤ اٰمَنۡتُمۡ بِهٖ فَقَدِ اهۡتَدَوۡا﴾(تب تو ہدایت یافتہ ہے)۔

یہ ترازو ہے یہ پیمانہ ہے کہ جس کا ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم جیسا ہے جیسا کہ صحابہ کا ایمان تھا ویسے اس کا ایمان ہے تو وہ ہدایت یافتہ ہے، وہ ہدایت کے راستے پر گامزن ہے، وہ حق کے راستے پر چل رہا ہے لیکن اگر اس کا ایمان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ایمان جیسا نہیں ہے تو وہ کبھی بھی ہدایت یافتہ ہو نہیں سکتا۔

اور نبی رحمت ﷺ نے فرمایا کہ (یہودیوں کے اکہتر فرقے بنے، نصاریٰ کے بہتّر فرقے بنے میری امت تہتّر فرقوں میں بٹ جائے گی سارے کے سارے جہنم میں سوائے ایک فرقے کے)۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم عرض کرتے ہیں، اے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر ﷺ! یہ کون سا فرقہ ہے؟ نبی رحمت ﷺ فرماتے ہیں (جس پر میں اور میرے صحابہ رضی اللہ عنہم ہیں)۔

نجات کا راستہ جس پر میں اور میرے صحابہ ہیں "الطائفة المنصورة" وہ گروہ جس کی نصرت اللہ تعالیٰ نے کی ہے جو ہمیشہ غالب رہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ کس چیز پر تھے؟ قرآن اور سنت پر تھے۔ لیکن قرآن اور حدیث کو سمجھا کیسے ہے؟ کیسے سمجھنا ضروری ہے؟ "وَأَصْحَابِي" یہ قید ضروری ہے۔ جس نے قرآن اور حدیث کو سمجھا ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سمجھ کے مطابق وہی حق پر ہے، اس کی سیرت اچھی ہے، اس کے اخلاق اچھے ہیں اور اسی شخص نے دنیا اور آخرت کی کامیابی حاصل کر لی ہے۔ کامیابی کی بنیادی جیسا کہ دنیا کے ٹیکنالوجی کے علماء کہتے ہیں:

1۔ علم ہے۔

2۔ عمل ہے (ہارڈ ورک)۔

نالج ہے، ہارڈ ورک ہے اور

3۔ حسن اخلاق۔

یہ بنیادیں ہیں، میرے بھائی! یہ آج کل کے بڑے بڑے سائنس دان، بڑے بڑے دانشور کہتے ہیں کہ کوئی قوم بھی ترقی اس وقت تک نہیں کر سکتی جب تک ان تین بنیادوں پر عمل نہ کرے۔ علم ہے، عمل ہے (جدوجہد، عمل، ہارڈ ورک) اور پھر اخلاق ہے، علم، عمل، اخلاق۔ اور آپ دیکھ لیں جتنے بھی متمدن ملک ہیں اسی سمت پر چلے تو کہیں پر پہنچے ہیں۔ لیکن کیا وہ کامیاب ہوئے؟

جاپان کو دیکھ لیں آپ ہیروشیما، ناگاساکی کے سانحے کے بعد مٹی میں مل گیا تھا کچھ نہیں تھا آج جاپان کہاں پر ہے؟ کہاں پر پہنچ گیا ہے؟ دنیا میں اکانومی کے لحاظ سے دوسرے نمبر پر ہے امریکہ کے بعد۔ ارے ان سالوں میں اتنی تیزی سے کیسے یہ لوگ دوبارہ سے نکلے ہیں کیسے عروج پر پہنچے ہیں؟! وہ خود ان کی کتابوں میں دیکھیں اور ان کے دانشوروں کے اقوال دیکھیں وہ یہی کہتے ہیں کہ علم ہے، عمل ہے، اخلاق ہے۔

ہم مسلمان ہیں علم ہمارے دین کی بنیاد ہے اور علم عمل کے بغیر کچھ بھی نہیں ہے اور حسن اخلاق ان دونوں کا نچوڑ ہے ہم پھر بھی پیچھے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ایک سورۃ میں چھوٹی سی سورۃ میں کامیابی کی بنیادیں بیان کر دی ہیں واللہ! قسم کھا رہا ہوں میں کہ آج کے ان دانشوروں سے زیادہ گہرائی تک پہنچ کر۔

یہ علم، عمل، حسن اخلاق کی بات کرتے ہیں ذرا غور کریں اللہ تعالیٰ کیا فرماتے ہیں، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْم

﴿وَالْعَصْرِ ۝ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَفِيْ خُسْرٍ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ ۙ وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾

(العصر :1-3)

یہ کامیابی کی بنیادیں ہیں ورنہ خسارہ ہی خسارہ ہے (قسم ہے زمانے کی بنی نوع انسان سارے کے سارے خسارے میں ہیں سوائے ان لوگوں کے جن میں یہ چار صفات پائی جائیں) ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾ (ایمان لے کر آئے)۔ یاد کریں ایمان، علم کا لفظ نہیں ہے بلکہ ایمان کا لفظ ہے اور علم بغیر ایمان کے کچھ بھی نہیں ہے۔ جس علم میں ایمان نہ ہو وہ علم وبال جان بن جاتا ہے ناقص علم ہے وہ تو ایمان کا لفظ ہے علم کا لفظ نہیں ہے یاد رکھیں ہر علم کی بنیاد ایمان ہونی چاہیے۔ میڈیکل سائنس ہے بچے کو ڈاکٹر بنانا ہے پہلے اسے مومن بناؤ اسے سمجھاؤ ایمانیات کیا ہیں، اس کا عقیدہ درست کرواسے اللہ تعالیٰ سے ڈراؤ، جب وہ ڈاکٹر بنے گا اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوا مریضوں کا علاج کرے گا۔ آج ڈاکٹر کرپشن کرتے ہیں ڈاکٹر تو بن گئے علم تو ہے لیکن ایمان نہیں ہے ایمان باقی ہے۔ ایمان پہلے ہے علم سے ﴿الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا﴾۔

غور کریں ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ ہر عمل صالح نہیں ہوتا ﴿وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ﴾ اور عمل صالح وہ ہوتا ہے جس کی دو شرطیں ہیں کہ اخلاص اللہ تعالیٰ کے لیے اور اتباع پیارے پیغمبر ﷺ کے لیے۔ میں نے کوئی بھی علم حاصل کرنا ہے اس پر میں نے عمل کرنا ہے تو کیسے کروں؟ میرا ربّ مجھ سے راضی کیسے ہو گا یہ عمل کرتے ہوئے؟ یہ عمل صالح ہوتا ہے۔

﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾ اور عمل صالح تب تک صالح رہتا ہے جب تک اس کے تعلق سے آپ بیان نہیں کریں گے نصیحت نہیں کریں گے۔ عمل صالح تو ہے لیکن آپ کی اپنی حد تک! نہیں یہ کافی نہیں ہے یہ خیر دوسروں تک بھی پہنچاؤ۔ ایمان ہے علم حاصل کیا ہے ایمان کی بنیاد پر، اس پر عمل بھی کیا ہے اسے آگے بڑھاؤ دوسروں کا حق ہے یہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں توفیق عطا فرمائی ہے اور تمہیں اس قابل بنایا ہے، تمہارا ایمان بھی درست ہے تمہارا عمل بھی صالح ہے، تمہارے اخلاق بھی اچھے ہیں اب آگے تک بڑھاؤ اس میسج کو اس پیغام کو آگے بڑھاؤ۔ ﴿وَتَوَاصَوْا بِالْحَقِّ﴾ یہ نہیں کہ میں کامل ہوں کوئی مجھے نصیحت نہ کرے۔ نہیں ﴿تَوَاصَوْ﴾ دونوں ایک دوسرے کو نصیحت کرو، نصیحت کرو بھی اور نصیحت لو بھی۔ حق، حق یاد رکھیں۔ حق کیا ہے؟

"قَالَ اللّٰهُ وَقَالَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" صحابہ رضی اللہ عنہم اور سلف کی سمجھ کے مطابق اسے حق کہتے ہیں۔

﴿وَتَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ اور ایک دوسرے کو صبر کی نصیحت کریں۔ یاد رکھیں حسن اخلاق کا لفظ نہیں ہے یہاں پر، اخلاق کا لفظ نہیں ہے بلکہ صبر کا لفظ ہے اور حسن اخلاق کی بنیاد ہی صبر ہے۔ ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾ بغیر صبر کے ﴿وَالْكٰظِمِيْنَ الْغَيْظَ﴾ نہیں ہو سکتا۔ اور دوسری آیت میں:

﴿اِدْفَعْ بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ فَاِذَا الَّذِيْ بَيْنَكَ وَبَيْنَهٗ عَدَاوَةٌ كَاَنَّهٗ وَلِيٌّ حَمِيْمٌ ۝ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا﴾

(فصلت:34-35)

یہ صرف صبر کرنے والے لوگ ہی حاصل کر سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ یہ فرماتے ہیں کہ اخلاق کافی نہیں ہیں۔ تو صبر بنیاد ہے اخلاق کی، حسن اخلاق کی بنیاد صبر ہے اگر صبر سے کام لیں گے تو علم بھی حاصل کر سکیں گے ایمان کی بنیاد پر، عمل بھی صالح ہو گا ﴿تَوَاصَوْا بِالصَّبْرِ﴾ بھی ممکن ہو گا اور حسن اخلاق بھی ممکن ہو گا، یہ بنیادیں ہیں کامیابی کی۔

میں اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں علم نافع اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، قرآن اور سنت پر چلنے کی سلف الصالحین کے روشن منہج کو سمجھنے کی، اپنانے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے، ہمارے اخلاق اخلاق نبوی بنا دے، ہمارے اخلاق کو اچھا کر دے، ہمیں ایمان اور عمل صالح کی توفیق عطا فرمائے، ہمیں، ہمارے بچوں کو اور سب ذریت کو اور سب مسلمانوں کو حسن اخلاق میں آسانی فرما دے، ہم جب بات کریں تو پھول برسیں، ہم جب ہاتھ اٹھائیں تو خیر پر اٹھیں، ہم جب قدم اٹھائیں تو خیر کی طرف جائیں، آمین۔

"وَآخرُ دَعْوَانا أَنْ الْحَمْد لِلَّهِ رَبّ الْعَالَمِين"

"وَصَلَّى اللهُ وَسَلَّمَ وَبَارِكْ عَلٰى نَبِيِّنَامُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجمَعِين"

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضیٰ بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس 145. ایمان اور تقویٰ حسن اخلاق کی بنیاد ہے سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio